رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

THE ALHAKAM.

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

الحکم

ہفتہ وار

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

شرح قیمت
ہر صورت میں
پیشگی وصول ہوگی
مربیان الحکم سے عنہ
معاونین الحکم سے عنہ
عوام سے عنہ

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

سلسلہ جدید | قادیان دارالامان ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء | نمبر (۱۸) جلد (۱)

مکتوبات عرفانی

نمبر ۴

مکرمی شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی کے نام جس میں ناصر کی وفات پر خوشی اور جماعت کے احباب کا شکریہ ادا کیا ہے۔ (ایڈیٹر)

۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء

مکرم شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا خط ملا۔ میں اس خوشی اور سرور کی کوئی حد نہیں پاتا جو اس امر سے ہوئی کہ حضرت نے اپنے غلام زادہ کا جنازہ موسم کی خرابی کے باوجود خود پڑھا۔ وہ دعائیں جو خدا تعالیٰ کے پیارے کے پیارے کے قلب سے اس وقت میری غریب الوطنی کے جذبات کو مدنظر رکھ کر نکلی ہوں گی۔ دنیا کا کوئی فرزند ان کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں کر سکتا۔

ناصر شہید کا مجھ پر احسان ہے۔ نہیں نہیں خدا کریم و رحمان کا کرم ہے۔ کہ اس نے ناصر شہید کے ذریعہ مجھ کو ان دعاؤں کا موقعہ دیا۔ جبکہ صلحا اور اولیاء اُمت کی ایک جماعت آمین کہتی تھی۔ شہید بچے کی شہادت پر بارش کا ہونا یہ فضل ربی کی ایک دلیل اور آیت ہے۔ میں تو اس کے ایک ایک قطرہ کو فضل کا ذریعہ یقین کرتا ہوں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ فضل ایک مادی زندگی کو کھو کر ملا ہے۔ مگر اس زندگی کی قربانی میں جو انعام مخفی ہے وہ بیرون از حساب ہے۔ دعاؤں کے لیے جو تحریک عبداللہ ناصر کی شہادت نے پیدا کی اور اس کی نعش لاش جو حضرت کے دل میں جوش اور جذبہ پیدا کر رہی ہوگی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس کا لطف اور ذوق میرا قلب محسوس کرتے کرتے بیخود ہوا جاتا ہے کہ کسی طرح اس فضل کی منادی کروں۔

میرے دوستوں سے کہدو کہ میں مبارکباد کے قابل ہوں نہ تعزیت کے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپا اور تراب منزل سے شائع ہوا

وہ سوچیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں میں کیا جوش اور کیا قوت پرواز ہوگی + اللہ کے حضور جانے والا بچہ اپنی زندگی میں مجھے یہ فائدہ نہ پہنچا سکتا تھا۔ جو کہ اس کی قربانی اور شہادت کے ذریعہ مجھ کو اور میرے خاندان کو پہنچا۔ مجھ کو شرح صدر کے ساتھ یقین ہے کہ حضرت کی دعائیں خارق عادت نتیجہ پیدا کریں گی۔

اس حادثہ پر جماعت کے احباب اور دوسرے ساکنین قادیان نے جو عملی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ اس کا میرے دل پر خاص اثر ہے اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس نعمت کا شکریہ کیونکر کروں۔ تمام احباب کے شکریہ کا ایک اعلان عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب چھپوا کر شائع کر دیں + (عرفانی)

مکتوب نمبر (۵)

(سالانہ جلسہ کے متعلق (ایڈیٹر)

۲۷ر دسمبر ۱۹۲۱ء یوم سہ شنبہ

برادر مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۲۴ر دسمبر کا مکتوب ملا۔ خوش قسمت ہیں آپ کہ کوچہ یار نہیں در محبوب پر دھونی رمائے بیٹھے ہیں۔ اور ایک میں ہوں کہ ڈیڑھ ہزار میل دور ہوں۔ اگرچہ کہا جاتا ہے

ہرچہ از دیدہ دور از دل دور

مگر میں اپنی حالت اس کے خلاف پاتا ہوں اور اپنے دیدۂ دل کو قادیان کے طواف میں مصروف دیکھتا ہوں۔ تاہم میں اس حالت پر قناعت کر لینا ادنیٰ درجہ کی کمزوری سمجھوں گا دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اب خیر و خوبی کے ساتھ دارالامان پہنچا دے آج حضرت کی تقریر ہے اور میں جس وقت یہ عریضہ لکھتا ہوں خدا کا محبوب اور زمانہ حاضرہ کا عظیم الشان مصلح تقریر کر رہا ہوگا۔ اور سعادت مندان ازلی اپنے دامن دل ان موتیوں سے بھر رہے ہوں گے میں نے کل باوجود تعطیل کے نیست تی ادا کر کے ارجنٹ تار حضرت کی خدمت میں ارسال کیا ہے کہ مجھے جلسے کی دعاؤں میں شامل فرمایا جاوے۔ مگر سچ کہتا ہوں کہ کل تار دیتے ہوئے بہت شرم آتی تھی کہ کیا اس قدر سستے داموں ان برکات کو حاصل کرنا چاہتے ہو۔ آج جرأت نہیں ہوئی کہ حضرت کو تار دے سکوں۔ آپ کو دیدیا ہے کریم النفس آقا کے فضل سے بعید نہیں سمجھتا کہ اپنے خادم کو حاضرین میں شریک سمجھ لے۔

(۲) آج حضرت نواب صاحب قبلہ کا ایک تار تعزیت پہنچا اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دے۔ ناصر شہید کی شہادت پر ایسے شخصوں نے میرے ساتھ اظہار ہمدردی کیا جو دینی پہلو سے اس وقت ممتاز فی العالم ہیں۔ اور اُنھوں نے بھی کیا جو دنیوی وجاہت کے لحاظ سے بعض فرد اخص بھی ہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء میں ان تمام امور کو محض سلسلہ عالیہ حقہ احمدیہ کی غلامی کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت ہمارے اندر پیدا کر دے۔ میرا عریضہ ایسے وقت ملے گا۔ جب کہ عرفاً جلسہ ختم ہو چکا ہوگا اور عملاً ابھی باقی ہی ہوگا۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کیا تحفہ بھیجتے ہیں۔ والد صاحب قبلہ غالباً تشریف لے گئے ہوں گے۔

اپنے ضعف و بڑھاپے میں ان آنی صدمات کا انھیں بہت احساس ہوتا ہے۔ جو حقیقت میں ایمان کے بڑھانے والے ہوتے ہیں۔ اگر خدا کا فضل رفیق ہو اور

جس مقام سے ناصر شہید پھسلا ہے وہاں پختہ سیڑھیاں بنوا دی جائیں جسکے آگے کا حصہ رُوک نما ہو۔ یعنی پاؤں پھسل نہ سکے۔ اور سیڑھی کے درمیان بارش وغیرہ کا پانی نکلنے کا راستہ ہو۔ اگر ضرورت سمجھیں۔ خدا کے فضل سے یہ سب انتظام شہید مرحوم کیلیے ہوا تھا۔ میں بہت خوش اور مطمئن ہوں بعض اوقات عجیب لطف پیدا ہوتا ہے + (خادم عرفانی)

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ر جنوری

جلسہ میں شامل ہونیوالوں کا تحفہ دوسروں کیلئے

(از حضرت

یہ رسم قدیم سے چلی آتی ہے کہ جب کوئی شخص سفر سے واپس جاتا ہے تو اپنے احباب اور اقربا کے لیے کوئی ہدیہ اور تحفہ بھی لیجاتا ہے۔ اور یہ ایک مفید دستور ہے۔ بشرطیکہ عقل و دانش سے اس پر عمل کیا جائے اور نہ تو اعتدال کو ترک کیا جائے اور نہ اپنے آپ کو بلا وجہ تکلیف میں ڈالا جائے۔ کیونکہ اس دستور کی علت اور سبب اقربا اور احباب کو یہ جتلانا ہوتا ہے کہ باوجود دور رہنے کے اور آنکھوں سے اوجھل ہوجانے کے ہم آپ کو بھولے نہیں۔ اور چونکہ علی العموم یہ سمجھا جاتا ہے اور واقعہ بھی اسی طرح ہے کہ محبت بالعموم آنکھوں دیکھی ہوتی ہے اور دور ہو کر اس کا اثر کم ہوجاتا ہے۔ بشرطیکہ اس کا نقش نہایت گہرا نہ ہو۔ پس جب ایک سفر سے واپس آنے والا شخص اپنے اقربا اور احبا کو کوئی تحفہ دیتا ہے۔ خواہ وہ کیسا ہی حقیر اور بے قیمت کیوں نہ ہو۔ تو ان کے دل میں اس شخص کی محبت کا گہرا اثر پڑتا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ شخص ہم سے ایسی محبت رکھتا ہے کہ دور دراز علاقوں میں جا کر بھی ہمیں نہیں بھولا۔ اور اس کے دل میں ہماری یاد آنکھوں سے اوجھل ہو کر بھی تازہ رہی۔ پس ان کے دل بھی اس کی محبت سے لبریز ہوجاتے ہیں۔ اور آپس کے تعلقات میں بہت مضبوطی پیدا ہوجاتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ سب کچھ بطور رسم نہ کیا جائے بلکہ واقعہ میں ایسی نیت سے اور خلوص سے کیا جائے۔ جو میں نے اوپر بیان کیا ہے اور بشرطیکہ دوسرے لوگ بھی اسے محض رسم نہ خیال کریں۔ بلکہ محبت کا ایک ذریعہ سمجھیں اور تھوڑے بہت پر نظر نہ رکھیں

اس تمہید کے بعد میں احباب کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جبکہ احباب و اقرباء کے لیے ہدیہ لیجانا باعث زیادتی محبت ہوتا ہے اور قاعدہ ہے کہ ہر جگہ کی بہترین چیز ہی اس جگہ کا تحفہ ہوتی ہے اس لیے انھیں چاہیے کہ جو کچھ انھوں نے اس جلسہ کے موقع پر سنا ہے۔ اسے اپنے احباب کو اور گھر کے لوگوں کو بیوی کو بھی بچوں کو بھی۔ اور اگر کوئی رشتہ دار پاس رہنے والے ہوں تو ان کو بھی سنائیں کیونکہ یہی تحفہ ہے۔

جو قادیان سے لیجا سکتے ہیں۔ اس کے سوا ہر چیز باہر مل سکتی ہے۔ اور یہاں سے بہت اچھی مل سکتی ہے۔ مگر یہ ایسی چیز ہے کہ جو یہاں سے باہر بہت ہی کم اور وہ بھی نسبتاً نہایت ادنیٰ ملتی ہے۔ پس اس تحفہ کو اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے سامنے پیش کریں۔ خواہ جلسہ کر کے انہیں اپنے دوستوں کو وہ مضامین جو یہاں سنے ہیں۔ سنائیں۔ اور خواہ فرداً فرداً ملاقاتیں کر کے ان کو ان نعمتوں سے حصہ دیں۔ کیونکہ اس سے بہتر اور کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ونعم الھدیۃ کلمۃ حکمۃ تسمعھا فتطوی علیھا ثم تحملھا الی اخ لک مسلم تعلمہ ایاھا تعدل عبادۃ سنۃ یعنے بہتر سے بہتر تحفہ جو تم اپنے دوستوں کے لیے جا سکتے ہو وہ حکمت کی بات ہے۔ جو تم کسی کے منہ سے سن کر لپیٹ لو۔ اور پھر اس کو اپنے مسلمان بھائیوں کے پاس لے جاؤ اور اسے سکھا دو یہ ایک سال کی عبادت کے برابر ہے +

جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حکمت کی بات کا اپنے

اپنے دوستوں کے لیے بطور تحفہ لیجانا اور انھیں سنانا ایک سال کی عبادت کے برابر قرار دیتے ہیں۔ تو خود سوچ لو کہ اس قدر حکمت کے دریا جو اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر بہادیئے تھے ان اگر آپ لوگ جمع کر کے لیجائیں۔ اور اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے آگے بطور تحفہ پیش کریں تو کتنی لمبی عبادت کا ثواب آپکو حاصل ہوگا۔ اگر سو باتیں بھی سنا دو تو دس ہزار سال کی عبادت کا ثواب ملجاتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ انسان کی نیکیاں اسی طریق سے اسے جنت کا وارث بنادیتی ہیں۔ کہ بعض اعمال سے اسے بہت بڑے بڑے اجر ملجاتے ہیں۔ ورنہ اس کی کوششیں تو بہت ہی کم ہوتی ہیں ٭ دیکھو اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی عمریں ان سے بہت زیادہ ہوتیں ہیں۔ بلکہ کئی لوگوں کی عمریں ان سے بہت زیادہ ہوتی ہیں مگر باوجود اس کے ان کو اس قدر درجات کس طرح ملجاتے ہیں؟ ان کے درجات کی ترقی کا باعث ان کے خلوص کا وہ عمق ہوتا ہے جو اپنی گہرائی میں دوسرے لوگوں کے تمام اعمال کو لے کر بھی اپنی تہ کا پتہ نہیں لگنے دیتا۔ پھر اسی طریق کے اعمال ہوتے ہیں۔ کہ جو گو بظاہر ایک ایک عمل نظر آتے ہیں۔ مگر ہوتے بڑے ثوابوں کا موجب ہیں۔ پس اگر آپ لوگ نبیوں کا وارث بننا چاہتے ہیں اور ان کے سے فضلوں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو چاہیئے کہ آپ بھی ان کے نقش قدم پر چلکر ایسے اعمال اختیار کریں کہ جو تھوڑے سے وقت میں آپ کو بہت بڑے ثواب کا مستحق بنادیں اور جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حکمت اور نصیحت کی باتیں سنکر انہیں یاد کر لینا۔ اور دوسروں کو جا کر سنانا بھی ان اعمال میں سے ہے کہ جن کے ذریعے سے انسان گویا اڑ کر خدا تعالیٰ کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ اور ایسے ایسے پر لگجاتے ہیں کہ ایک ہی پرواز میں طوبےٰ کی شاخ پر بسیرا بنا لیتا ہے۔

میری عادت ہے کہ میں احباب کو لیکچر سے پہلے نصیحت کر دیا کرتا ہوں کہ جن سے ہو سکے لیکچر کے نوٹ لیں۔ تا کہ جاتے ہی ان کے ذریعہ اپنی یاد کو تازہ کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس نصیحت پر عمل کیا ہوگا ان کو اس ثواب سے حصہ لینے میں بہت مدد ملیگی۔ اور خود ان کو بھی فائدہ ہوگا۔ کہ دوسروں کے سامنے دہرانے کے خیال سے ایک دفعہ پھر غور کا موقعہ ملکر ایک تو مضمون ان کے ذہن نشین ہو جائیگا۔ دوسرے بعض باتیں جو پہلے ان کی سمجھ میں اچھی طرح نہیں آئی تھیں۔ ان کی سمجھ میں آجائینگی۔ اور ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو ان کی زبان سے ہدایت ہو جائے۔ اور اسطرح دائمی ثواب کی ایک نہر اللہ تعالیٰ ان کے لیے جاری کر دے۔ جو ان کی روحانی ترقی کے کھیت کو ابدالآباد تک سیراب کرتی رہے۔

حضور شہزادہ ویلز کیلئے تحفہ

رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح

دوسری بات جس کی طرف احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے۔ کہ جیسا کہ میں نے جلسے موقعہ پر بیان کیا تھا۔ میرا ارادہ ہے کہ حضور شہزادہ ویلز کی تشریف آوری ہندوستان کے موقع پر ہم ان کو جماعت کی طرف سے ایک مناسب تحفہ دیں۔ جو ان کی شان کے شایاں ہو اور ہماری شان کے بھی شایاں ہو اور جیسا کہ میں نے بتایا تھا وہ تحفہ یہی ہو سکتا ہے کہ ہم ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیں اور حق وصداقت کی ان کو دعوت دیں کیونکہ وہ تحفہ ہے کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ ساری دنیا کا کوئی بادشاہ ہو۔ اور عقل و خرد میں اس قدر بڑھا ہوا ہو۔ کہ اپنی بادشاہت کے امور کے تصفیہ کرنے میں اسے دوسرے لوگوں سے مشورہ لینے کی بھی احتیاج نہ ہو اور سب امور کا تصفیہ اپنی عقل سے ہی کر سکتا ہو تو ایسے بادشاہ کے بھی یہ تحفہ شایان شان ہوگا۔ کیونکہ انسان خواہ کس قدر بھی بڑا ہو جائے۔ پھر بھی خدا کا بندہ ہے۔ اور اس کے آگے ایک ادنیٰ چاکر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ پس خدا تعالےٰ کے بھیجے ہوئے دین سے زیادہ اور کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا۔ جو ہم ان کے سامنے پیش کریں اور یہی تحفہ پیش کرنے کی میری

تجویز ہے۔

اور اس تحفہ کا پیش کرنا ہماری شان کے بھی شایاں ہے کیونکہ ہم اللہ تعالےٰ کے دین کے خادم ہیں اور اس کی معرفت کے خزانوں کے محافظ ہیں۔ پس اس عظیم الشان دولت کی موجودگی میں کسی اور قسم کا تحفہ پیش کرنا ہماری شان کے خلاف ہے۔ اور ہمارے لیے یہی مناسب ہے کہ اس خزانہ میں سے جو اللہ تعالےٰ نے ہمیں دیا ہے ہم ان کے سامنے ہدیہ پیش کریں لیکن جیسا کہ میں نے بتایا تھا۔ ضروری ہے۔ کہ یہ تحفہ معقول تعداد کی طرف سے پیش ہو۔ یعنی کم از کم پچیس ہزار آدمی کی طرف پیش ہو۔ تاکہ اس کو نیابت کا درجہ حاصل ہو اور تاکہ جب شہزادہ والاتبار کے سامنے یہ تحفہ رکھا جائے۔ تو یہ خیال ہی ان کو اس تحفہ سے فائدہ اُٹھانے پر مجبور کر دے کہ میرے باپ کی رعایا کے پچیس ہزار نفوس نے ملکر یہ تحفہ میرے سامنے پیش کیا ہے۔ اور وہ اس خیال سے متاثر ہو کر اس تحفہ کو بہ نظر غائر دیکھیں۔ اور شاید اللہ تعالیٰ ان کے دل کی کھڑکیاں کھولدے اور جس طرح انھیں دنیا کی عزت دی ہے دین کی عزت بھی انھیں دے۔ اور ان کے ذریعے سے ان کے اہل ملک کو بھی اس چشمہ کی طرف لے آئے جو اللہ تعالیٰ نے ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں جاری فرمایا تھا۔ اور جس سے پانی پیے بغیر اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کو حاصل نہیں کرسکتا۔ خواہ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔

شاید بعض لوگوں کے دل میں خیال گزرے کہ شہزادہ ویلز بڑے آدمی ہیں اور ایک زبردست بادشاہ کے بیٹے ہیں اور تخت و تاج برطانیہ کے آئندہ وارث ہیں۔ وہ بھلا ان باتوں کی طرف کب توجہ کرینگے۔ سو ان لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارا کام تو پہنچا دینا ہے۔ آگے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ اگر وہ قبول کرینگے تو ان کے لیے مفید و بابرکت ہوگا۔ اور اگر توجہ نہ کرینگے۔ تو بھی ہم اللہ تعالےٰ کے حضور یہ عرض کرسکینگے قابل ہوں گے کہ میں نے تیرا پیغام ہر شخص کو پہنچا دیا تھا۔ خواہ بڑا ہو یا چھوٹا۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ خیال ہی درست نہیں ہے کہ وہ بڑے آدمی ہیں۔ انپر ان باتوں کا کیا اثر ہوگا کیونکہ کوئی خواہ کتنا بھی بڑا ہو جاوے۔ انسانی دائرے سے باہر نہیں نکل جاتا۔ جس طرح غریب آدمیوں کو بھوک پیاس لگتی ہے۔ امیروں اور بادشاہوں کو بھی لگتی ہے اور جس طرح کمزور و ناتوان لوگ سونے اور آرام کرنے کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور جسطرح مسکین خوشی اور رنج محسوس کرتے ہیں۔ جبابرہ اور اکابر بھی محسوس کرتے ہیں۔ ان کی بادشاہتیں اور سلطنتیں ان کو دلوں سے محروم نہیں کر دیتیں۔ پس کیا تعجب ہے کہ شہزادہ ویلز کے دل پر اسلام کی صداقت کا اثر ہو۔ اور اگر وہ ظاہری نہیں تو دل میں اسلام کی سچائی کے قائل ہو جائیں۔ جیسا کہ آج سے تیرہ سو برس پہلے قیصر روم جس کی حکومت بھی انھیں اصولوں پر تھی جن اصول پر کہ آج برطانیہ کی حکومت قائم ہے۔ اسلام کی تعلیم سن کر دل سے اس کی صداقت کا قائل ہو گیا تھا۔ گو اس کے اظہار کی اسے توفیق عطا نہ ہوئی۔ پس ہمارا شہزادہ ویلز کی خدمت میں اس تحفہ لاثانی کا پیش کرنا صرف ایک رسم کے طور پر نہیں اور نہ محض بطور تبلیغ ہے بلکہ ہمیں یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے ان کے دل میں ایمان کی ایک چنگاری سلگا دے جو کسی وقت دنیا کی آلائشوں کو راکھ کر دے ان کے دل میں محبت الٰہی کی آگ بھڑکا دے۔ اور ان کی نظروں میں دنیا کی بادشاہت اللہ تعالےٰ کے رسولوں کی غلامی کے آگے ایک حقیر اور بے قیمت چیز نظر آنے لگے۔

غرض اس تحفہ کا پیش ہونا نہایت ضروری ہے اور اس کیلیے جیسا کہ میں جلسہ پر اعلان کر چکا ہوں۔ میں نے ہر شخص سے ایک آنہ وصول کیے جانیکی تجویز کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ کم سے کم پچیس ہزار آدمی کی طرف سے یہ تحفہ پیش ہو۔ گو اس سے زیادہ لوگ اس میں شامل ہوں تو اور بھی اچھا ہے۔ (بقیہ مضمون صلا پر ملاحظہ ہو)

96

قصیدہ عربی

یہ قصیدہ سید عبداللہ صاحب عرب یمنی زبیدی کی طرف سے ہم کو الحکم میں شائع کرنے کیلئے وصول ہوا۔ عرب صاحب آج کل قادیان میں تشریف رکھتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے احمدی ہیں۔ بہت سے ملکوں کی سیر کی ہے۔ فارسی۔ عربی۔ ترکی زبانوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ علوم عربیہ کے واقف ہیں۔ تبلیغ احمدیت کا اپنے اندر جوش رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے ارادوں میں برکت ڈالے۔ آمین (ایڈیٹر)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

بك قد صفت لجنابك الأسماء
وتباشرت بوجودك الأملاء

ولك التقدم في الفضائل كلها
فاقدم فأنت لمن سواك لواء

وبك استنارت قاديان وأصبحت
بربى نباتك روضة غناء

وترا قصت فيها العنادل عشقة
وتغزلا بمديحكم وغناء

يا نجل أحمد عم صباحا حيث قد
خلعت عليك من الجلال حلاء

ولك الخلافة قلدت بزمامها
إذ أنت مصباح الهدى وذكاء

يا نعم ما واليت دين الله إذ
هبت له يا نجل منك صباء

فنشرته يا ابن الزكي وحبذا
أيدته ببروية مثلاء

لله درك من امام جماعة
عمت تقسم من نورك الأضواء

هذي زرافات الوفود عليكم
تخذ منكم عرفانها ومناء

لتشاهد الآيات والأنوار في
وجه عليه من الإله بهاء

لك يا ابن نورا (الحق) ففتين سجية
لم تحوها من قبلك الخلفاء

آيات حق من سمائك أشرقت
فالبدر وجهك والوجود سماء

لك في المحافل بالمواعظ رنة
تهتز منها الصخرة الصماء

ولك المعارف من الإله منحة
تحتار عند بيانك البلغاء

لله أنت لقد أتيت بمعجز
ذهلت له الأكياس والعقلاء

توجت تيجان الوقار فأصبحت
تخشى وتخضع نحوك الأمراء

وأتتك تنقاد البرية رغبة
لما بدا من وجنتيك سناء

فطفقت ترشد من أتاك ولم تزل
وبك استنار من الظلام دجاء

وبنورك الوهاج أسفر ليلنا
وتبلجت بصباحك العتماء

انی رأیتك یا ابن احمد کعبة — للقاصدین وعمرة وقباء
وبحبکم إنی فنیت وحبذا — ان الفناء بحبکم لبقاء
ماذا علی من حظ نحو عتابکم — ان لا ینال من الزمان عناء
حرز الامان مع السعادة بابکم — وحماکم باب الصفا وحراء
عجب القوم غالفوك بغاوة — اغراهم الشیطان والاهواء
شهدوا بان اباك آیة ربه — وقلوك انهم هم السفهاء
یا ابن الکرام اری المحاسن جمعت — وتمرکزت فی ذاتك العلیاء
أنت الذی اعطاك ربك آیة — طوبی لمن والاه منك ولاء
یا منبع الانوار فی غسق الدجی — لك فی الجلالة رتبة شماء
قلبی بکم متولع وبعبد حبکم — لی ضجة وتلهله وصلاء
یا منیتی ومراد قلبی انثنی — بحماك ان تعتامنی الباساء
یا مطمح الانظار قم متضرعا — لیئن ولی هذا البؤس والضراء
إنی اری الاعداء یا ابن مسیحنا — حدبت لدین محمد عدواء
واری لعباد الصلیب تهیجا — سعیا لمحو الملة الغراء
قاموا باعباء الضلالة نهضة — نجحت لهم بالمکر والاغراء
صالوا علی عرض النبی وشمروا — لنزاله عن ساعد سلاء
وتطرفوا فی شتمه وتبلبلت — لهم دقائق المستطاب لهاء
وغلوا بتکذیب الکتاب وبالغوا — وتزلزلت لعصوفهم ارسلاء
فاشهر لهم عضب الجلالة قاهرا — لیکن لدین الله منك جلاء
أنت الغیور وسیف بطشك باتر — وسنان رمحك حربة عضباء
وسلام ربی ما ترنم عاشق — أو شوق العیس الغراب حداء

یغشاك یا ابن الاکرمین ومن له
من موج تیار الضلال نجاء

اعلان

متعلق جنگ دولت برطانیہ عظمیٰ و دولت عثمانیہ

یہ وہ اعلان ہے جو موجودہ علماء و لیڈران سیاست نے آج سے کچھ عرصہ پہلے شائع کیا ہے اب اس کے خلاف ان کا عمل درآمد کیا ہے۔ کیا شریعت اسلام اتنی جلدی تبدیل ہوگئی۔ یا مولوی صاحبان کا ایمان بدل گیا۔ پہلی صورت تو ممکن نہیں آخری نظر آتی ہے جو قابل افسوس ہے۔

برادران اسلام افسوس ہے کہ جس آنے والے وقت سے ہم ڈرتے تھے وہ آن پہنچا اور پچھلے ہفتوں میں جس حادثہ کے خوف سے ہم بے چین ہو رہے تھے وہ پیش آگیا یعنی سرکار برطانیہ اور سلطنت ٹرکی میں جنگ چھڑ گئی اور مسلمانان ہند کے صبر و استقلال کے امتحان کا سخت نازک وقت آگیا جسطرح عام طور پر مصیبتوں اور صعوبتوں میں مسلمانوں کے استقلال کا اس سے پہلے بھی امتحان ہوتا رہا ہے اور وہ اس میں کامیاب ثابت ہوتے رہے ہیں۔ اسی طرح یقین ہے کہ وہ اس نازک امتحان میں کامیاب ثابت ہوں گے۔

برادران اسلام! گو دولت عثمانیہ سے ہماری مادّی **ضروریات** ضروریات وابستہ نہیں ہے۔ لیکن ہم اور ترک تمام عالم کے مسلمانوں کی طرح ایک ہی سلسلۂ اخوت میں بندھے ہوئے ہیں اور خصوصاً اس حیثیت سے کہ سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین اور خادم حرمین شریفین ہیں۔ ہمارا ترکوں سے ایک روحانی تعلق ہے۔ مذہبی فرائض جو ہمارے ذمہ میں ہیں وہی ترکوں کے ذمہ ہیں۔ لیکن ہماری اور اُن کی مادی ذمہ واریاں بالکل مختلف ہیں جیسے اُن کے مصالح ملکی اُن کے ساتھ ہیں اور ہمارے مصالح ملکی ہمارے ساتھ یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے

کہ ہماری وہ مادی ذمہ داریاں جن کا تعلق ہندوستان اور حکومت برطانیہ سے ہے۔ یہ ایک مادی ہی نہیں بلکہ اخلاقی اور ایک مذہبی بھی ہیں جن کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ دولت برطانیہ کے سایہ عاطفت میں ہم نے کبھی فراموش نہیں کیا اور نہ آئندہ کر سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس حکومت کی فرمانبرداری نہ کرنا جو ہمکو پوری مذہبی آزادی دیتی ہو اور امن و امان پہنچاتی ہو ایک ناشکر گذاری ہے جس کو اسلام کبھی روا نہیں رکھ سکتا۔ اس وقت برطانیہ اور ٹرکی کے درمیان اعلان جنگ ہو جانے سے ہماری صورت حالات نہایت نازک ہوگئی ہے۔ اور ہمارا آئندہ ایسا پرخطر ہوگیا ہے۔ جسپر پوری احتیاط کے ساتھ چلنے کی ضرورت ہے۔

مسلمانان دہلی کو اس قدر بتا دینا اور بھی ضروری ہے۔ کہ خود گورنمنٹ اسوقت ہمارے محسوسات سے بےخبر نہیں ہے، چنانچہ اعلان جنگ کے اشاعت کیساتھ ہی اس نے اس امر کا اظہار بھی صاف الفاظ میں کر دیا ہے کہ تمام اماکن مقدسہ سے کوئی تعرض یا اُن پر کوئی حملہ نہیں کیا جائیگا۔ اور گورنمنٹ ہند کی معاملہ فہمی اور دانشمندی کا اقتضیٰ بھی یہی تھا یقیناً تمام مسلمانان ہند کے لیے یہ امر باعث اطمینان ہونا چاہیئے کہ برطانیہ گورنمنٹ اور اس کی وجہ سے فرانس اور روس نے یہ وعدہ کر لیا ہے۔ کہ مقامات مقدسہ جنگ کے اثر سے محفوظ و مصئون رہیں گے۔

چونکہ جنگ یورپ جیسا کہ ہر شخص کو معلوم ہے ایک ملکی جنگ ہے۔ جسے مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلیے ترکوں کا اسمیں شریک ہونا بھی اُنکی ملکی مصالح کے لحاظ سے ہے نہ کسی مذہبی بنیاد پر۔ جنگ سے پہلے گو کہ مسلمانان ہند نے ٹرکی کو جنگ کی آگ سے بچے رہنے کا مشورہ دیا تھا لیکن ہماری بدقسمتی سے دولت عثمانیہ کو جنگ میں شریک ہونا پڑا اور کسی نہ کسی وجہ سے وہ ہمارے مشورہ پر عمل نہ کر سکی بہر حال

یہ ایک فرض تھا جو ہم نے ادا کر دیا۔ اب ہندوستان میں ہمارا یہ فرض بھی ہے کہ ہم اس وقت پورے صبر اور استقلال اور وفاداری کے ساتھ امن قایم رکھنے کی کوشش کرنے کا ثبوت دیں اور کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے ہمارے مسلمہ وفاداری اور استقلال پر شبہ ہو ہماری پریشانیوں اور مجبوریوں کا گورمنٹ کو پورا علم ہے۔ اور ہمکو اُمید کرنی چاہیے کہ آئندہ بھی ایسی نازک صورت میں ہمارے جذبات کا پورا لحاظ رکھا جائیگا۔ اور گورمنٹ اپنی دانشمندی اور معاملہ فہمی سے کام لے کر ہماری دشواریوں کا صحیح اندازہ کرسکے گی جو ٹرکی اور برطانیہ عظمیٰ کے ساتھ جنگ ہونے سے پیدا ہوگئی ہیں۔ مسلمانان ہند کے لیے بہترین راستہ یہی ہے کہ وہ صبر و سکون سے کام لیں اور خدا سے دعا کریں کہ ٹرکی اور برطانوی سلطنت کے درمیان (جس کے سایہ عاطفت میں کروڑہا مسلمان آباد ہیں) جنگ کے جو شعلہ بھڑک رہے ہیں اور صلح و امن کا زمانہ جلد واپس آجائے۔

المشتہرین

مولوی محمد ابراہیم مولوی سید احمد امام جامع مسجد شمس العلماء۔ مولوی امین الدین مہتمم مدرسہ امینیہ۔ مولوی سید عبد السلام پھاٹک حبش خاں۔ مولوی احمد اللہ پیرزادہ شرف الدین آخوندجی مولوی محمد عمر مولوی عبد السلام ترکمان دروازہ۔ مولوی اشتاق احمد۔ مولوی سید محمد امام عیدگاہ مولوی سید ابوالحسن مولوی محمد فاضل مولوی محمد اسمعیل مولوی عبد الوہاب حافظ مظہر اللہ امام مسجد فتحپوری مولوی عبید اللہ مہتمم نظارت المعارف مولوی عبد الغفار مولوی محمد اسحاق مولوی حبیب الرحمان مولوی ضمیر الدین احمد خاں جاگیردار لوہارو مولوی عبد العلی امام مسجد کلاں۔ حافظ عبد العزیز وکیل سکرٹری مسلم لیگ حاجی محمد اسحاق سکرٹری انجمن ہدایت الاسلام مولوی عبد الاحد سکرٹری انجمن موید الاسلام حافظ محمد صدیق سکرٹری انجمن وکیل قوم پنجابیاں سید عبد السلام جوائنٹ سکرٹری آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس۔ حاجی احمد حسین سکرٹری انجمن سید المجالس۔ بابو بشیر الدین سکرٹری انجمن محمدیہ۔ مولانا حسن نظامی حلقہ نظام المشائخ محمد وجیہ الدین سکرٹری انجمن اخوان الصفا۔ سید سلطان رضا عقیل سکرٹری انجمن شیعۃ الصفا۔ خان بہادر غلام محمد حسن خاں سکرٹری کمیٹی جامع مسجد۔ مسٹر شوکت علی معتمد انجمن خدام کعبہ سید صغیر حسن شمس زید الوسطی ایڈیٹر اخبار اثناعشری۔ مسٹر محمد علی ایڈیٹر ہمدرد و کامریڈ۔ مرزا حیرت اڈیٹر کرزن گزٹ حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں شفاء الملک حکیم رضی الدین احمد خاں خان صاحب سیٹھ ہارون حاجی عبد الغفار۔ ڈاکٹر مختار احمد انصاری شیخ عطاء اللہ وکیل حاجی عبد الصمد سعید الدین خاں رئیس لوہارو۔ خان صاحب حاجی بخش الٰہی سی۔ ایس آئی۔ خانصاحب حکیم احمد سعید خاں حاجی عبد الرحمان میونسپل کمشنر شیخ عزیز الدین میونسپل کمشنر (خانصاحب) مرزا محمد علی حاجی محمد یامین جفت فروش چودھری عبد الرحیم فیض احمد خاں حافظ رحیم الدین۔ عبد الواحد وکیل سید محمد میاں مالک نظامی پریس۔ پیرجی سید عبد الرزاق (مہرولی) چودھری شمس الدین (سبزی منڈی) حکیم حاجی امجد علی انزیری مجسٹریٹ حاجی عبد الرزاق۔ حاجی احمد حسین عطار ملک رحمان بخش چودھری زین العابدین لاہوری حافظ عبد الحمید ترکمان دروازہ۔ شیخ محبوب الٰہی پیرجی سید مظفر علی سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ چودھری سعید الدین۔ حافظ عبد الکریم سوداگر چرم۔ سید احمد مرزا حاجی عبد الغنی +

دُعا فرمائیں حاجی عبد القدیر شاہجہان پوری کی صحت کلی کیلیے۔ سخت بیمار ہیں +

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرے والد منشی حبیب الرحمٰن رئیس حاجی پور نے قادیان کے سالانہ جلسہ سے واپس آکر اپنے ایک معزز دوست کو خط لکھا۔ جس میں جلسہ کی کچھ کیفیت درج ہے چونکہ ایسے بہت سے دوست ہوں گے جن کو جلسہ پر جانے کا اتفاق نہیں ہوا اُن کی دلچسپی کی غرض سے اُس خط کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ تاکہ اُن کو آئندہ اجتماع کے موقعوں پر قادیان جانے کی اُمنگ پیدا ہو۔ اُمید ہے کہ آپ درج اخبار فرماکر مشکور فرماویں گے۔ وہوہذا۔ راقم خلیل الرحمان خلف منشی حبیب الرحمان رئیس حاجی پور۔

اقتباس

"حضرت اقدس مدظلہ کے لیکچر کی کیفیت آپنے منشی صاحب سے سنی ہوگی۔ اُس کیفیت کو کوئی سنا نہیں سکتا اور نہ وہ کیفیت اُس کتاب سے معلوم ہوسکتی ہے جبکہ یہ لیکچر کتابی صورت میں شائع ہوگا۔ لیکچر ہستی باری تعالیٰ۔ صفات باری تعالیٰ۔ شرک باری تعالیٰ۔ حصول صفات باری تعالیٰ پر تھا۔ ایسی آسان راہیں بتلائی ہیں کہ اَن پڑھ دیہاتی اور چھوٹے بچے بھی سمجھ سکتے ہیں نہ صرف سمجھ سکتے ہیں بلکہ بتوفیق باری تعالیٰ اُس پر چل کر رب العالمین کے اعلیٰ مرتبہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ ۱۸-۲۰ گھنٹہ کا لیکچر کوئی کیا زبان سے سنا سکتا ہے اگر یورپ کے فلاسفر اور امریکہ کے دہریہ اور بابی ہوتے تو تڑپ کر لوٹ جاتے۔ گو یہ کیفیت اور یہ نظارہ ختم ہوچکا اور پھر کبھی روشنی میں نظر نہ آئے گا۔ مگر پھر بھی یہ لیکچر کتابی صورت میں نکلے گا دنیا میں تہلکا ڈال دیگا۔ قادیان کی رہائش کا بھی عجیب موقع ہے میں تو بہت تھا اور سن رہا تھا۔ لیکن میرا چھوٹا سا پوتا لطیف الرحمٰن جسکی عمر ۸-۹ سال کی ہوگی لیکچر کے نوٹ لکھ رہا تھا۔ مجھے تو تمیز بھی نہ تھی کہ میں کس طرح نوٹ کروں۔ لیکن قادیان کی رہائش کی باعث یہ بچہ بلاتامل نوٹ کرتا جاتا تھا۔ میں حیران تھا کہ اس کی کیا عمر ہے اور یہ کیسے عظیم الشان مضمون پر نوٹ لکھ رہا ہے مجمع دس بارہ ہزار سے بھی زیادہ ہوگا۔ ہر قوم اور مذہب کے لوگ آئے ہوئے تھے۔ سب کو کھانا ملتا تھا۔ اہل ہنود کا بھی انتظام تھا۔ صبح کے نو بجے کھانا کھاکر لیکچر گاہ میں چلے جاتے تھے اور رات کو بعد مغرب۔ مگر حضرت اقدس کا لیکچر آٹھ بجے کے بعد ختم ہوتا تھا۔ جونہی کہ لوگ اپنی فرودگاہ پر پہنچے کھانا موجود ہوتا تھا۔ گرم کھانا اور گرم روٹی اس قدر مجمع میں ایسا کوئی آدمی نہ تھا۔ کہ بھوکا رہا ہو یا کسی قسم کی اُس کو تکلیف ہوئی ہو۔ کارکنان کو کسی قسم کی گھبراہٹ نہ تھی نہایت اطمینان سے کام ہو رہا تھا کوئی شور وغوغا نہ تھا۔ اکثروں کی اشیا گم ہوجاتیں گر پڑتیں یا کسی جگہ رہجاتیں تو جو دیکھتا ذمہ وار افسر کے پاس پہنچا دیتا تھا۔ اور عین لیکچر کے وقت وہ اشیاء اُن کے مالکوں کو دیدی جاتیں۔ دریافت طلب امور کے لیے جگہ مقرر تھی۔ بٹالہ سے فرودگاہ پر پہنچنے کیلئے کوئی دقت نہ تھی۔ بہت آسانیاں پیدا کر دی گئی تھیں بسرِ بارش اور اندھیرے میں لوگ مہمانوں کی تواضع کے واسطے شوق سے ہمہ تن مصروف تھے۔ دراصل یہ لوگ خدا کے واسطے کرتے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الموعود مدظلہ نے ان میں یہ روح پھونک دی ہے۔ مگر متاثر وہی ہوتے ہیں جن میں قبولیت کی استعداد ہوتی ہے۔ فقط والسلام

ریویو۔ المسیح الموعود۔ یہ ایک آٹھ صفحے کا ٹریکٹ منظوم منشی محمد علی صاحب اظہر مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان نے شائع کیا ہے جس میں اُنھوں نے موجودہ زمانے کے حالات بتلا کر مسیح موعود کی آمد کا ذکر کیا ہے۔ ان کا ارادہ ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کی منظوم سوانح لکھ کر شائع کریں اللہ تعالیٰ ان کے ارادوں میں برکت ڈالے۔ یہ ٹریکٹ ایک روپیہ کے چالیس منشی صاحب سے مل سکتے ہیں۔ تبلیغ کے لیے

بقیہ مضمون صفحہ ۳

مگر وقت کی تنگی کے خیال سے میں نے پچیس ہزار کو ہی کافی سمجھا ہے۔ پس چاہیے کہ جس جس شخص کے پاس یہ اعلان پہنچے وہ اگر کسی انجمن کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے تو ایک آنہ فی کس اپنی جگہ سے احمدیوں سے لے کر فوراً قادیان بھجوا دیں۔ اور منی آرڈر پر لکھ دیں کہ رقم شہزادہ ویلز کی خدمت میں پیش ہونے والے تحفہ کیلیے ہے۔ اور جہاں جہاں باقاعدہ جماعتیں ہیں وہاں کے سکرٹری فوراً اس اعلان کے پہنچتے ہی اپنی جماعتوں کی طرف سے ایک آنہ فی کس کے حساب سے چندہ اس کام کے لیے بھجوا دیں۔ اور دیر نہ کریں کہ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔

احباب کو یہ بھی یاد رہے کہ چندہ لیتے وقت دریافت کرلیں کہ آیا کوئی صاحب قادیان میں چندہ تو نہیں دے چکے دوبارہ چندہ کسی سے نہ لیا جائے اور نہ ایک آنہ فی کس سے زیادہ وصول کیا جائے۔ اگر کوئی صاحب اپنی خوشی سے زیادہ دینا بھی چاہیں تب بھی ایک آنہ فی کس سے زیادہ نہ لیا جائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اس تحفہ میں ہمارے امیر اور غریب کا یکساں حصہ ہو۔ تاکہ ایک تو اس تحفہ کو یہ حیثیت حاصل ہو کہ یہ کسی ایک دولتمند آدمی کی طرف سے نہیں ہے بلکہ ملک معظم کی رعایا کے ہزارہا افراد کی طرف سے ہے۔ دوسرے یہ ظاہر ہو کہ جس شہنشاہ کا پیغام پہنچایا گیا ہے اُس کی نظر میں امیر و غریب یکساں ہیں۔ اور تیسرے اس امر کا بھی لحاظ رکھا جائے کہ حضور شاہزادہ ویلز کی نظروں میں بسبب ولیعہد ہونے کے امیر و غریب ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ احباب فوراً اس کام کو تکمیل تک پہنچانے کی کوشش فرمائینگے اور بہت جلد اپنے اپنے مقامات کے چندہ بھجوائینگے تاکہ اس کتاب کے چھپنے تک جو بطور تحفہ بھجوائی جائے گی۔ ایک معقول تعداد چندہ دہندوں کی پہنچ جائے اور اس کتاب کے ٹائیٹل پیج پر اس تعداد کا ذکر کر دیا جائے ⁂

حسرت موہانی کا شکوہ

مسٹر گاندھی سے

حسرت موہانی مدظلہ نے مسٹر گاندہی سے سوال کیا کہ مسلمان سینہ سپر ہیں اور برابر جیل خانوں میں جارہے ہیں۔ باوجودیکہ جب حقوق کا سوال درپیش ہوتا ہے تو تم کہتے ہو ہندوستان میں ہندوؤں کی آبادی ۲۸ کروڑ ہے اور مسلمانوں کی تعداد صرف سات کروڑ ہے اس لیے ہمارے ۲۸ حصہ ہیں اور آپکے سات حصے ہیں۔ مگر جوتے کھانے پٹنے مرنے جیل جانے کے واسطے مسلمان کی تعداد ۹۵ ہے اور ہندوؤں کی تعداد صرف پانچ ہے اس سوال کو جاری کرتے ہوئے مولانا حسرت نے ایک طول طویل فہرست جیل میں جانے والوں کی پیش کی اور ہر صوبہ میں ۹۵ مسلمان اور پانچ ہندو دکھائے۔ پھر اسی کے ساتھ ترک ملازمت کی ایک فہرست آپنے پیش کی اور اس میں اس سے بدتر حال تھا۔ یعنی مسلمان ترک ملازمت کرنے والے ½ ۹۹ فیصدی ہیں اور ہندو ½ (نصف) اس کے ساتھ ہی ایک فہرست پیش کی جس میں آپنے خطاب وکالت ترک کرنے والے مسلمانوں کی فہرست پیش کی وہاں بھی یہی حال تھا۔ پھر معافی مانگنے والوں کی فہرست پیش کی۔ اس کے بعد سلسلہ وار محکمہ اور عہدہ اور نام ملازمت ترک کرنے والے درج تھے اور اس کے ساتھ یہ نہایت افسوسناک واقعہ تھا کہ ہر ایک خالی جگہ ہندوؤں نے لے لی۔ پھر آپنے بیان فرمایا کہ موپلوں کے جھگڑے میں ہندوؤں نے گورنمنٹ کو اٹھارہ لاکھ روپیہ بطور امداد کے دیا کہ اس روپے سے آپ پلٹن منگوا کر ان کی سرکوبی کیجیے۔

مہاتما گاندھی نے بات کاٹ کر کہا کہ آپ اس کے ساتھ یہ بھی بتلائیے کہ ہندوؤں کے ساتھ موپلوں نے کیا کیا؟ مولانا

حسرت نے بے ساختہ جواب دیا کہ جب موپلوں کو یہ معلوم ہوا
کہ یہ ہندو گورمنٹ کو ہر قسم کی مدد دے رہے ہیں تو موپلوں نے
ہندوؤں کا فوراً سر سہلایا۔ جس طرح ایک دشمن کا اول
اول موپلے ہندوؤں کو اپنا دوست سمجھتے رہے اس کے بعد
جب انھیں معلوم ہوا کہ یہ مار آستیں ہیں تو پھر سر کچلنا ان کا
فرض تھا۔ حکیم اجمل خاں صاحب فرمانے لگے۔ کہ ان واقعات
کے اظہار کا یہ موقع نہیں۔ ہندو مسلم اتحاد کو نقصان پہنچتا ہے
حسرت نے فوراً جواب دیا کہ ٹھہریئے۔ مجھے معلوم ہو چکا ہے
کہ جس طرح مسٹر گاندھی انگریزوں کے درپردہ دوست ہیں
اسی طرح آپ بھی دوست ہیں۔ خان بہادر پیرزادہ
محمد حسین جج اور حکیم احمد سعید خاں آپ کے ایجنٹ ہیں
جو چیف کمشنر دہلی کے پیغام آپ تک پہنچتے ہیں۔ اور
آپ گورمنٹ کے پروپگنڈے کو ہندوؤں کے ساتھ ملکر پھیلا رہے
ہیں۔

اپنی قوم کے قتل ہوتے اور برباد ہوتے مجھ سے نہیں دیکھا جاتا
ہماری جائدادیں تم نے سود کے ذریعے سے لے لیں۔ عزتیں
برباد کر دیں۔ لاکھوں قتل و غارت کرا دیئے۔ میں تم سے
پوچھتا ہوں کہ حکیم اجمل خاں اور مہاتما گاندھی ابتک کیوں
گرفتار نہیں ہوئے۔ کیا بات ہے جس نے اب تک تم کو روکا
تمام مسلمانوں کو جیل خانوں میں سے نکال کر معافی دلوا دونگا
تمہارا منشاء صرف سوراج ہے۔ ہمارا مطلب صرف خلافت۔ اگر
کمال پاشا کی تلوار میں زور ہے تو وہ خلافت خود لے لیگا ہم سے
جس قدر ہوگا امداد کرینگے۔ مگر تمہارے سوراج سے ہمیں کوئی فائدہ
نہیں ہو سکتا سوائے نقصان کے۔ ہم نے دیکھ لیا کہ سانپ بچھو سے
ہماری صلح ہو سکتی ہے مگر تم سے نہیں ہو سکتی۔ پس مسلمانو! اٹھو
مولانا حسرت کے اس قدر کہنے پر ۷۵ فیصدی آدمی اللہ اکبر کے
نعرے بلند کرتے ہوئے اٹھ گئے۔ اور صرف پچیس فیصدی کانگریسی
پنڈال میں آدمی رہ گئے۔ مولانا حسرت نے اپنا جلسہ دوسری
جگہ کر لیا (اتفاق دہلی)

الحکم

یہ بیانات اگر صحیح ہیں تو اس سے بہت سے معاملات روشنی میں آتے ہیں +

امرتسر میں مکذب کا تین سو روپے کا چیلنج منظور

حضرت مسیح موعود نے تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۴۳ پر ایک
حدیث نقل کی ہے جو یہ ہے "یخرج فی اٰخر الزمان دجّال
یختلون الدنیا بالدین۔ یلبسون للناس جلود الضأن
السنتھم احلیٰ من العسل"
مولوی ثناء اللہ کہتا ہے کہ یہ حدیث اس طرح نہیں بلکہ دجال
کی جگہ لفظ رجال ہے۔ اور اگر اس طرح کسی کتاب میں دکھا دو
تو تین سو روپیہ لو دھیانہ والے تمکو واپس کر دیا جائے گا۔
اس پر ہماری جماعت کی طرف سے قاضی اکمل نے مندرجہ ذیل
الفاظ میں چیلنج منظور کر لیا ہے۔

ہم بڑی خوشی کیساتھ مولوی ثناء اللہ صاحب کا چیلنج منظور کرتے ہیں۔ وہ تین
سو روپیہ جمع کرا دیں اور ایک معقول مجلس میں جسمیں فریق کے آدمی مساوی ہونگے
پہلے آپکے چیلنج کے الفاظ پڑھے جائینگے۔ پھر ہم خدا کے فضل سے نہ صرف
کسی کتاب سے بلکہ مشہور کتاب حدیث سے ہی یہ الفاظ دکھا دینگے۔
"یخرج فی اٰخر الزمان دجّال یختلون الدنیا بالدین"
الفاظ دکھانے پر تین سو روپے الفضل کے قائمقام کے حوالے کرنے ہونگے
مگر مجھے اسوقت ایک حدیث یاد آ رہی ہے جسکی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ
صاحب جو سردار اہل حدیث بن رہے ہیں اپنی تحریر پر قائم نہیں رہینگے
اور جس طرح بھی ہو سکے اس پیالہ کو ٹالنے کی کوشش کرینگے۔ اور کچھ
ایسی شرطیں نکالینگے جس سے بچاؤ ہو سکے۔ بہر حال ایک دفعہ
اور دنیا پر ثابت ہو جائے گا۔ کہ ثناء اللہ کو حضرت
احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام کے مقابلہ میں
سخت ہزیمت ہوئی

(الفضل) **اکمل** قادیان دارالامان
۱۰ جنوری ۱۹۲۲ء